ادبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور اُس کی اہمیت

ڈاکٹر خسرو قاسم ☆

خاتم الانبیا، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ اُبی واُمی کی ذات گرامی کی عظمت شان اتنی بلند و برتر ہے کہ ایک عام انسان آپ کی صفات کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ اللہ رب العزت جب بہ ذات خود آپ ﷺ کے بارے میں کہتا ہے کہ اے حبیب! آپؐ اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی اللہ نے آپ کو مخاطب فرمایا ہے، آپ کے اسم گرامی سے نہیں، بل کہ اے نبی! اے رسول! کہہ کہ مخاطب فرمایا ہے۔ **یاایھاالمزمل، یا ایھا المدثر** کا محبت بھرا خطاب آپ ہی کے لیے ہے۔ ایک مسلمان کے لیے لازم ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا غایت درجے احترام کرے، آپ کی ذات والا صفات کے سلسلے میں کوئی ایسی بات زبان سے ہرگز نہ نکالے، جو آپ کی شان کے منافی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی عظمت، عزت، تقدس اور احترام کے تعلق سے قرآن مجید میں خصوصی احکام نازل فرمائے ہیں۔ ذیل کی آیات ملاحظہ فرمائیں:

> **لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ O** (۱)
>
> تم رسول کے بلانے کو ایسا نہ سمجھو جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ بے شک اللہ ان کو جانتا ہے، جو تم میں سے آنکھ بچا کر نکل جاتے ہیں۔ پس جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، ان کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت آجائے یا ان کو کوئی

☆ استاد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

اور دردناک عذاب پہنچے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ○ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ○ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ○ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ○ (۲)

اے ایمان والو! تم اللہ اور اُس کے رسول سے سبقت نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ ان سے اُونچی آواز میں بات کرو، جس طرح تم ایک دوسرے سے بات کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ بے شک جو رسول اللہ کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، وہ وہی ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے آزمالیا ہے۔ اُن کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔ بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں، ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔ اگر یہ لوگ صبر کرتے، یہاں تک کہ آپ خود نکل کر ان کے پاس آ جاتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ ؗ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْــَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا○ (۳)

اے ایمان والو! تم نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھروں میں نہ جایا کرو، مگر یہ کہ جب تمہیں کھانے کی دعوت دی جائے، اس کی تیاری کا انتظار کیے بغیر۔ لیکن جب تمہیں بلایا جائے

تب جایا کرو۔ پھر جب تم کھانا کھا چکو تو اٹھ جایا کرو اور باتوں میں نہ لگے رہا کرو۔ اس سے نبی کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ تم سے شرم کرتے ہیں اور اللہ حق بات کہنے میں شرم نہیں کرتا۔ اور جب تم ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ اس میں تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے بہت پاکیزگی ہے۔ اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم رسول اللہ کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا (گناہ) ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّلَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًاO (۴)

بے شک جو اللہ اور رسول کو ایذا دیتے ہیں، اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی اور ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مذکورہ بالا آیات سے اس عزت و توقیر کا پتا چلتا ہے، نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی کے سلسلے میں ایک مسلمان کے لئے لازم ہے۔ صحابہ کرام نے عملی طور پر اس کے نمونے پیش کیے ہیں۔ لیکن اس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہمارے بہت سے نوجوان آج کل نبی اکرم ﷺ پر گفت گو کرتے ہوئے اتنے بے باک نظر آتے ہیں کہ انہیں یہ خیال نہیں رہتا کہ وہ کس کے متعلق بات کر رہے ہیں۔ کبھی آپ کے والدین کریمین کے بارے میں بات ہوگی، کبھی آپ کے علم و عرفان کے سلسلے میں لب کشائی فرمائیں گے، کبھی آپ کی بشریت زیر بحث آئے گی اور کبھی آپ کی معاشرتی زندگی گفت گو کا موضوع بنے گی۔ سوال یہ ہے کہ جہاں تک ہمارے علم کی رسائی نہیں ہے اور جو باتیں ہم جانتے نہیں ہیں، محض ایک دو تقریریں سن کر ان پر اتنے اعتماد کے ساتھ بات کیسے کر سکتے ہیں، جیسے اپنے کسی دوست کے بارے میں کر رہے ہوں۔ بل کہ اس اہم ترین معاملے میں بھی ہم فتوے کی زبان استعمال کرتے ہوئے بھی نہیں ہچکچاتے۔ یہ صورت حال بڑی تشویش ناک ہے اور اس احترام اور تقدس کے منافی ہے، جو کریم کی ذات والا صفات کے لیے لازم ہے۔

زیر نظر مضمون کی ترتیب کا مقصد یہی ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو یہ بتائیں کہ نبی اکرم ﷺ کی عظمت کیا ہے؟ آپ ﷺ کی توقیر کس طرح بجا لانی چاہئے؟ آپ کی ذات کے سلسلے میں زبان کھولتے ہوئے کن کن باتوں کی رعایت ملحوظ رکھنے چاہئے؟ اللہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور ہمیں اپنے نبی ﷺ کی عظمتوں کو سمجھنے اور آپ کی رفعت شان کا ادراک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب

اللہ تعالیٰ نے تمام اہل ایمان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب اور احترام کرنے کا حکم دیا ہے:

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًاO لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَتُعَزِّرُوۡہُ وَتُوَقِّرُوۡہُ ؕ وَ تُسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّ اَصِیۡلًاO (۵)

بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، تا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس کی مدد کرو، اُس کی تعظیم کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح میں لگے رہو۔

دنیا کے ہر انسان سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب اور احترام کرنا واجب ہے:

عن ابی ھریرۃؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ و لم قال (مامن مؤمن الا وانا اولی الناس بہ فی الدنیا والآخرۃ اقرؤاان شئتم (النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم) (۶)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دنیا اور آخرت میں ہر مومن کے نزدیک دیگر تمام لوگوں کی نسبت مقدم ہوں، اگر چاہو تو قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ لو ''نبی، اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی جانوں سے بھی مقدم ہے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب نہ کرنے والوں کے سارے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجۡھَرُوۡا لَہٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَھۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَO (۷)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ ان سے اُونچی آواز میں بات کرو، جس طرح تم ایک دوسرے سے بات کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ادب

عن البراءؓ قال: لما اُحصر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عندالبیت صالحہ اھل مکۃ، فقال لعلیؓ اکتب الشرط بیننا بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ھذا ماقاضی علیہ محمد رسول اللّٰہ قال لہ المشرکون، لو نعلم انک رسول اللّٰہ تابعناک،

ولكن اكتب محمد بن عبداللّٰه، فامر عليا ان يمحاها، فقال عليؓ لا و اللّٰه ! لا امحاها، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ارنى مكانها فاراه مكانها، فمحاها (۸)

حضرت براء (بن عازبؓ) کہتے ہیں، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ شریف جانے سے روک دیا گیا اور اہل مکہ سے صلح (حدیبیہ) طے پا گئی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی شرائط لکھواتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ہمارے درمیان جو شرط طے پائی ہے وہ لکھو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ فیصلہ ہے جو محمد رسول اللہ نے کیا ہے۔ اس پر مشرکین مکہ نے کہا اگر ہم آپ کو رسول مانتے تو آپ کی اتباع کر لیتے۔ لہٰذا اس کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا دو، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ! میں اسے کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا مجھے اس کی جگہ دکھاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جگہ دکھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اسے مٹا دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہائش گاہ کا ادب

عن ابى ايوب رضى اللّٰه عنه قال نزل على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى بيتى نزل فى السفل وانا وام ايوب فى العلوفقلت له بابى انت وامى يارسول اللّٰه انى اكره واعظم ان اكون فوقك وتكون تحتى فاظهر انت فكن فى العلو ونزل نحن فنكون فى السفل فقال يا ابا ايوب ان ارفق بنا وبمن يغشانا ان اكون فى سفل البيت فكان رسول اللّٰه فى سفله و كنا فوقه فى المسكن فلقد انكسر لنا فيه ماء فقمت انا وام ايوب بقطيفة لنا لحاف غيرا هاننشف بها الماء تخوفا ان يقطر على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم منه شيئى فيو اذيه ۔ فقال لا اعلو سقيفة انت تحتها فتحول رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى العلو و ابو ايوب فى السفل(۹)

حضرت ابو ایوب (انصاری) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت کے بعد) میرے گھر تشریف لائے تو مکان کی نچلی منزل میں قیام فرمایا۔ میں اور

ام ایوب مکان کی اوپر والی منزل میں ٹھہرے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھے یہ بات سخت ناگوار اور شاق گزرتی ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر رہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے رہیں۔ آپ اوپر والی منزل میں تشریف لے آئیں اور میں نیچے والی منزل میں چلا جاتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوایوب! ہمارے لیے اور ہمارے ملاقاتیوں کے لیے نچلی منزل آرام دہ ہے۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نچلی منزل میں قیام پذیر ہو گئے اور میں مکان کی اوپر والی منزل میں قیام پذیر ہو گیا۔ ایک روز ہمارے پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا۔ ام ایوب نے وہ کمبل لیا، جس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چیز (سردی سے بچنے کے لیے) نہ تھی اور ہم اس سے پانی خشک کرنے لگے۔ ہمیں ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پانی کا کوئی قطرہ نیچے گرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے تکلیف پہنچے...... (اگلے روز) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس چھت پر قیام نہیں کروں گا، جس کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رہائش پذیر ہیں۔ چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر والی منزل میں تشریف لے آئے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نیچے والی منزل میں آ گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک کا ادب

عن المسوربن مخرمة رضی اللّٰه عنه قال فرجع عروة الی اصحابه فقال ای قوم واللّٰه لقد وفدت علی الملوك ووفدت علی قیصر وکسریٰ والنجاشی واللّٰه ان رأیت ملكا قطّ یعظمه اصحابه مایعظم اصحاب محمد صلی اللّٰه علیه وسلم محمدا واللّٰه ان تنخم نخامة الا وقعت فی کف رجل منهم فدلك بها وجهه وجلده واذا أمر هم ابتدر وا امره واذا توضا کادو یقتتلون علی وضوئه واذاتکلم خفضوا اصواتهم عنده، وما یحدون الیه النظر تعظیما له (۱۰)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عروہ (بن مسعود ثقفی مذاکرات کے بعد) اپنے لوگوں (یعنی قریش مکہ) کے پاس واپس آ گیا اور ان سے کہا: لوگو! اللہ کی قسم میں

بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں اور قیصر وکسریٰ نیز نجاشی کے دربار میں دیکھ کر آیا ہوں، مگر میں نے کسی بادشاہ کو ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے مصاحب اس کی اتنی عزت کرتے ہوں جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا تھوک کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑتا ہے اور وہ اس کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا ہے اور جب وہ کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو فوراً ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور وہ وضو کرتے ہیں تو لوگ ان کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے لیے لڑتے مرتے ہیں اور جب گفت گو کرتے ہیں تو ان کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اور تعظیم کی وجہ سے ان کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کا ادب

عن المسور بن مخرمة رضی اللّٰه عنه قال فی حدیث طویل و جعل یکلم النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فکلما تکلم اخذ بلحیته والمغیرة بن شعبة رضی اللّٰه عنه قائم علی راس النبی صلی اللّٰه علیه وسلم و معه السیف وعلیه المغفر فکلما اهویٰ عروة بیده الی لحیة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ضرب یده بنعل السیف وقال له اخر یدك عن لحیة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم(۱۱)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر نمائندہ قریش) عروہ بن مسعود ثقفی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنے لگا، وہ جب بھی گفت گو کرنے لگتا، آپ کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگاتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اپنے سر پر خود پہنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے تھے، ان کے ہاتھ میں تلوار تھی، جب بھی عروہ اپنا ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی طرف بڑھاتا، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر دے مارتے اور فرماتے: اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک سے دور رکھ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک کا ادب

عن انس بن مالك رضی اللّٰه عنه انه قال لمانزلت هذه الایة یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (۱۲) الی اخر الآیۃ جلس ثابت بن قیس رضی اللّٰہ عنہ فی بیتہ وقال انا من اھل النار، واحتبس (ثابت بن قیس رضی اللّٰہ عنہ) عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فسال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم سعد بن معاذ فقال: یاابا عمرو ما شان ثابت اشتکی قال سعد رضی اللّٰہ عنہ انہ لجاری و ماعلمت لہ بشکوی، قال فاتاہ سعد فذکر لہ قول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال ثابت رضی اللّٰہ عنہ انزلت ھذہ الآیۃ ولقد علمتم انی من ارفعکم صوتا علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فانا من اھل النار فذکر ذلک سعد للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال رسول اللّٰہ: بل ھو من اھل الجنۃ (۱۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی، ''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو اپنی آواز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو''۔ تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے گھر بیٹھ گئے (حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی آواز قدرتی طور پر اونچی تھی) اور کہنے لگے: میں تو آگ والوں میں سے ہوں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا ترک کردیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: اے ابوعمرو رضی اللہ عنہ (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت) ثابت کہاں ہے؟ کیا بیمار ہے؟ حضرت سعدؓ نے عرض کیا وہ میرا ہم سایہ ہے اور میرے علم کی حد تک تو بیمار نہیں۔ چناں چہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ، ثابت رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفت گو کا تذکرہ کیا۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے: فلاں آیت نازل ہوئی ہے اور تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں میری آواز تم سب لوگوں سے زیادہ اونچی ہے، میں تو اہل جہنم میں سے ہوگیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے (واپس آکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، وہ تو جنتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کا ادب

عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا

انزل علیه الوحی نکس رأسه ونکس اصحابه رؤسهم فلما اتلی عنه رفع رأسه (۱۴)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک جھکا لیتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بھی اپنے سر جھکا لیتے، جب وحی ختم ہو جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک اٹھا لیتے۔(اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اپنے سر اٹھا لیتے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال کا ادب

عن عمرو بن العاص رضی اللّٰه عنه فقال فی حدیث طویل ماکان احد احب الی من رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ولا اجل فی عینی منه وماکنت اطیق ان أملأ عینی منه اجلاً لا له ولو سئلت ان اصفه مااطقت لانی لم اکن أملأ عینی منه (۱۵)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی سے محبت نہ تھی، نہ ہی میری نگاہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کی شان تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ بھر کر دیکھنے کی میرے اندر ہمت نہ تھی، اگر کوئی مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک پوچھے تو میں بیان نہیں کر سکتا، کیوں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ بھر کر کبھی نہیں دیکھ سکا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کا ادب

عن عثمان بن عفان رضی اللّٰه عنه انه سأل قباث بن اشیم اخابنی یعمر بن لیث انت اکبرام رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اکبر منی وانا اقدم منه فی المیلاد (۱٦)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے قبیلہ بنو یعمر بن لیث کے فرد قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم بڑے ہو یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہیں؟ حضرت قباث رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بڑے

ہیں، لیکن پیدا میں پہلے ہوا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر وفاقے کا ادب

عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه انه مربقوم بين ايديهم شاة مصلية فدعوه فأبی ان ياكل وقال خرج رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم من الدنيا ولم يشبع من خبز الشعير (۱۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا گذر ایسے لوگوں پر ہوا، جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی ہوئی تھی۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھی کھانے کی دعوت دی، لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ جو کی روٹی کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب

عن ابن عمر رضی اللّٰه عنهما قال قدمت انا و عمر علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم فوجدناه قائلا فرجعنا الی المنزل (۱۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور (میرے والد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی غرض سے حاضر ہوئے، لیکن آپ دوپہر کے وقت سو رہے تھے، لہٰذا ہم گھر واپس آ گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کا ادب

عن عمران بن حصين رضی اللّٰه عنه قال مامسست فرجی بيمينی منذبايعت بها رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم (۱۹)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے بعد میں نے اپنا داہنا ہاتھ کبھی شرم گاہ کو نہیں لگایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند کا ادب

عن ابی قتادة قال فبينما رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم يسير حتی ابهار الليل وانا الی جنبه قال فنعس رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم فمال عن

راحلته فاتیته فدعمته من غیر ان اوقظه حتی اعتدل علی راحلته، قال ثم سار حتی تهور اللیل مال عن راحلته قال فدعمته من غیر ان اوقظه حتی اعتدل علی راحلته قال ثم سار حتی اذا کان من اخر السحر مال میلة هی اشد من المیلتین الاولیین حتی کاد ینجفل فاتیته فدعمته فرفع راسه، فقال من هذا؟ قلت ابو قتاده قال متی کان هذا مسیرك منی؟ قلت مازال هذا مسیری منذاللیلة قال حفظك اللّٰه بما حفظت به نبیه: (۲۰)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک سفر میں) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آدھی رات کا وقت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (سواری پر) اونگھنے لگے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں (پیدل) چل رہا تھا۔ آپ سواری سے جھکنے لگے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگائے بغیر سہارا دیا، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ ہم چلتے رہے حتی کہ رات کا کافی حصہ گزر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اونگھ کی وجہ سے) پھر جھکنے لگے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگائے بغیر سہارا دیا، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ ہم پھر چلتے رہے، حتیٰ کہ فجر کا وقت ہو گیا۔ اس بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دونوں مرتبہ سے بھی زیادہ جھکے، قریب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے گر پڑتے، میں نے آگے بڑھ کر پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا دیا۔ اس بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: ابو قتادہ فرمایا: کب سے میرے ساتھ اس انداز سے چل رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! رات بھر سے آپ کے ساتھ اسی طرح چل رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہاری حفاظت فرمائے، جس طرح تم نے اس کے نبی کی حفاظت کی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کا ادب

عن انس بن مالك قال اسرالی نبی اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم سرا فما اخبرت به احدا بعد ولقد سالتنی عنه ام سلیم فما اخبرتها به (۲۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے راز

کی ایک بات کہی، میں نے وہ کسی کو نہ بتائی، حتیٰ کہ (میری والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مجھ سے پوچھی تو میں نے والدہ کو بھی نہیں بتائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک کا ادب

عن عبد اللّٰه ابن ابی سلمة خرج ابو سفیان حتی قدم علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم المدینة فدخل علی ابنته ام حبیبة، فلما ذهب لیجلس علی فراش رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم طوته فقال یا ابنة ماادری أرغبت بی عن هذا الفراش او رغبت به عنی؟ فقالت هوفراش رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وانت مشرك نجس فلم اُحب ان تجلس علی فراشه (۲۲)

حضرت عبداللہ بن ابی سلمہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان (مکے سے صلح حدیبیہ کی شرائط کی تجدید کے ارادے سے) نکلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے مدینے پہنچا۔ اپنی بیٹی ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے لگا تو ام المومنین نے بستر فوراً لپیٹ دیا، ابوسفیان کہنے لگا: بیٹی! کیا تم نے اس بستر کو میرے لائق نہیں سمجھا یا میں اس بستر کے لائق نہیں؟ ام المومنین نے (بلا تامل) جواب دیا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور تو ایک مشرک، ناپاک آدمی ہے، اس لیے میں پسند نہیں کرتی کہ تو اس بستر پر بیٹھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کا ادب

عن انس قال اشتکیٰ سلمان فعاده سعد فرأه یبکی فقال له سعد مایبکیك یا اخی؟ الیس قد صحبت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم؟ ألیس؟ ألیس؟قال سلمان مابکی واحدة من اثنتین مابکی حبا للدنیا ولا کراهیة اللآخرة ولکن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عهد الی عهدا فما أرانی الاقدتعدّیت قال وما عهد الیك؟ قال عهد الی انه یکفی أحدکم مثل زاد الراکب ویالا أرانی الاقد تعدیت واما انت یاسعد فاتق اللّٰه عند حکمك اذا حکمت وعند قسمك اذا قسمت وعند همك اذا هممت قال ثابت فبلغنی انه ماترك الا بضعة وعشرین درهما من نفیقة کانت عنده (۲۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ آپ کی عیادت کے لیے آئے تو انہیں روتے ہوئے دیکھا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا: سلمان! میرے بھائی کیوں روتے ہو؟ کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل نہیں رہی؟ کیا اللہ نے ہمیں فلاں فلاں نعمت سے نہیں نوازا؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں دونوں باتوں میں سے کسی پر نہیں روتا، نہ دنیا چھوڑنے کی وجہ سے، نہ آخرت کو برا سمجھنے کی وجہ سے، بل کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا اور مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میں نے وہ عہد پورا نہیں کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: وہ عہد کیا تھا؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ دنیا سے بس اتنا ہی مال لینا جتنا ایک مسافر زادراہ لیتا ہے، اب میں دیکھتا ہوں کہ میں نے اس عہد کی پاس داری نہیں کی، پس اے سعد! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ جب کوئی فیصلہ کرو، تو اللہ سے ڈر کر کرو، جب مال تقسیم کرو تو اللہ سے ڈر کر کرو جب کسی بھی کام کا ارادہ کرو تو اللہ سے ڈر کر کرو۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو ان کے، بیس سے کچھ زیادہ درہم موجود تھے، جو انہوں نے اپنی ضروریات کے لیے رکھے ہوئے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا ادب

قال ابن اسحاق قال ابو دجانة قال رأیت انسانا یحمس الناس حمسا شدیدا فصمدت له فلما حملت علیه السیف ولول فاذا امرأة فاكرمت سیف رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان اضرب به امراة (۲۴)

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے (میدان احد میں) ایک آدمی کو دیکھا جو بڑے زور شور سے لوگوں کو جوش دلا رہا ہے، میں نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ جب میں نے تلوار سے حملہ کرنا چاہا تو اس نے چیخ و پکار شروع کر دی، وہ کوئی عورت تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے احترام میں اس عورت کو قتل کرنا پسند نہ کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا ادب

عن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنہما انہ کان مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی سفر فکان علی بکر لعمر صعب فکان یتقدم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیقول ابوہ یاعبداللّٰہ لا یتقدم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم احد (۲۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ان کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک منہ زور اونٹ تھا جو بار بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکل جاتا، یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو آواز دی، عبداللہ! نبی اکرم ﷺ سے کوئی نہ بڑھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف کا ادب

عن السائب بن یزید قال کنت قائما فی المسجد فحصبنی رجل فنظرت فاذا عمر بن الخطابؓ فقال اذھب فاتینی بھذین فجئتہ بھما، قال من انتما اومن این انتما، قالا من اھل الطائف قال لو کنتما من اھل البلد لا و جعتکما ترفعان اصواتکما فی مسجد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (۲۶)

حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا، کسی آدمی نے مجھ پر کنکر پھینکا، میں نے ادھر دیکھا تو حضرت عمر بن خطابؓ تھے، فرمانے لگے: جاؤ ان دونوں آدمیوں کو میرے پاس پکڑ کر لاؤ۔ میں ان دونوں آدمیوں کو حضرت عمرؓ کے پاس لے کر آیا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا: تم لوگ کون ہو؟ یا آپ نے دریافت فرمایا: تم دونوں کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم طائف سے آئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اگر تم مدینہ منورہ سے ہوتے تو میں تمہیں مسجد نبوی میں آوازیں بلند کرنے پر سزا دیتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کا ادب

عن معن بن عیسی رحمہ اللّٰہ یقول کان مالك بن انس رحمہ اللّٰہ اذاارادان یحدث بحدیث رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اغتسل و تبخر و تطیب واذا رفع احد صوتہ عندہ قال اغضض من صوتك فان اللّٰہ عزوجل یقول

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ فمن رفع صوته عند حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم فكانما رفع صوته فوق صوت رسول الله صلى الله عليه وسلم .(۲۷)

حضرت معن بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت مالک بن انسؒ جب حدیث رسول بیان کرنے کا ادارہ فرماتے تو پہلے غسل کرتے، پھر عود کی دھونی لیتے، خوش بو لگاتے اور اگر کوئی حضرت مالک بن انسؒ کے پاس اس دوران اونچی آواز میں بات کرتا تو فرماتے: اپنی آواز پست کر، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو۔ (۲۸) پس جس نے حدیث رسول سنتے ہوئے اونچی آواز سے کوئی بات کی، اس نے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز اونچی کی۔

عن ابن ابی اویس رحمه الله قال كان مالك يكره ان يحدث فی الطريق وهو قائم اومستعجل فقال أحب ان يفهم مااحدث به عن رسول الله صلى الله عليه وسلم (۲۹)

حضرت ابن ابو اویسؒ کہتے ہیں کہ امام مالکؒ راستے میں کھڑے کھڑے یا جلدی میں حدیث بیان کرنا برا سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں، اسے اچھی طرح سمجھا جائے۔

كان عبدالرحمن بن مهدی اذاقرء حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم امر الحاضرين بالسكوت فلا يتحدث احد ولا يبریٰ قلم ولا يتبسم احد ولا يقوم احد قائما كأن على رؤسهم الطير او كأنهم فی صلاة فاذا رای احد منهم تبسم او تحدث لبس نعله وخرج(۳۰)

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدیؒ جب حدیث رسول پڑھتے تو حاضرین کو مکمل سکوت اور خاموشی کا حکم دیتے، کوئی کسی سے بات نہ کرتا، قلم تراشتا نہ مسکراتا اور نہ ہی کوئی کھڑا نظر آتا، لوگ اس طرح توجہ سے حدیث سنتے، جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں یا وہ نماز پڑھ رہے ہیں، اور اگر کسی شخص کو عبدالرحمٰن بن مہدی بات کرتے یا مسکراتے دیکھ لیتے تو (ناراض ہوکر) اپنا جوتا پہنتے اور وہاں سے چلے جاتے۔

قال ابو سلمة الخزاعی رحمه اللّٰه کان مالك بن انس رحمه اللّٰه اذا اراد ان یخرج یحدث توضا وضؤه للصلاة ولبس احسن ثیابه ولبس قلنسوة ومشط لحیته فقیل له فی ذلك فقال أوقربه حدیث رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم (۳۱)

حضرت ابوسلمہ الخزاعیؒ کہتے ہیں کہ حضرت مالک بن انسؒ جب درس حدیث کے لیے گھر سے نکلتے تو نماز کی طرح کا وضو فرماتے، بہترین کپڑے زیب تن فرماتے، سر پر ٹوپی رکھتے، اپنی داڑھی میں کنگھی فرماتے۔ اس اہتمام کے بارے میں جب ان سے پوچھا گیا تو فرمایا: اس سے مقصود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا ادب او راحترام ہے۔

قال ابن ابی الزناد رحمه اللّٰه کان سعید بن المسیب رحمه اللّٰه وهو مریض یقول اقعد ونی فانی اعظم ان احدث رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وانا مضطجع (۳۲)

حضرت ابوالزنادؒ کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیبؒ بیماری کی حالت میں حدیث بیان کرنا چاہتے تو فرماتے: مجھے اٹھا کر بٹھا دو، مجھے یہ بات سخت ناگوار گزرتی ہے کہ میں لیٹ کر حدیث رسول بیان کروں۔

مر مالك ابن انس علی ابی حازم رحمه اللّٰه وهو یحدث فجازه فقال انی لم اجد موضعا اجلس فیه فکرهت ان اخذ حدیث رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وانا قائم (۳۳)

حضرت مالک بن انسؒ کا حضرت حازم پر گزر ہوا اور وہ درس حدیث دے رہے تھے، لیکن حضرت مالکؒ (حدیث سنے بغیر) آگے نکل گئے اور فرمایا: مجھے بیٹھنے کی جگہ نہیں ملی اور میں کھڑا ہوکر حدیث رسول سننا پسند نہیں کرتا۔

قال اسحاق رحمه اللّٰه فرأیت الاعمش رحمه اللّٰه اذا اراد ان یتحدث وهو علی غیر وضوء تیمم (۳۴)

حضرت اسحاقؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت اعمشؒ کو دیکھا کہ جب وہ حدیث بیان کرنا چاہتے اور وضو نہ ہوتا تو تیمم کر لیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کی سزا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزا کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں بھرپور انتقام لیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے:

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (۳۵)

بے شک ہم آپ کا مذاق اڑانے والوں سے انتقام لینے کے لیے کافی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزا کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا:

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُ وْنَO لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً ۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَO (۳۶)

اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ کہہ دیں گے کہ ہم تو بحث اور دل لگی کرتے تھے۔ آپ کہہ دیجیے کہ کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی کرتے تھے۔ اب عذر نہ کرو، بے شک تم ایمان لانے کے بعد کفر کرنے لگے، اگر ہم تم میں سے بعض کو معاف بھی کر دیں تو بعض کو اس لیے عذاب دیں گے کہ وہ تھے ہی مجرم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے والوں کا اللہ تعالیٰ دنیا سے نام و نشان مٹا دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

أَنَّ شَانِئَكَ هُوَالْأَبْتَرُ (۳۷)

بے شک تیرا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی سزا

عن ابی برزۃ رضی اللہ عنہ قال کنت عندا ابی بکر رضی اللہ عنہ فتغیظ علی رجل فاشتد علیہ قلت تاذن لی یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اضرب عنقہ قال فاذھبت کلمتی غضبہ، فقام فدخل فارسل الی فقال ماالذی قلت انفا؟ قلت، ائذن لی اضرب عنقہ قال أکنت فاعلا لو امرتک قلت نعم قال لا واللہ ماکانت لبشر بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۳۸)

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا اور وہ ایک آدمی پر سخت ناراضی فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا اے خلیفہ رسولؐ! مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن اڑا دوں۔ میرے ان کلمات سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سارا غصہ دور ہوگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے اٹھے اور چلے گئے اور (تھوڑی دیر بعد) مجھے بلا بھیجا اور پوچھا: تو نے مجھے کیا کہا تھا؟ میں نے عرض کیا: مجھے اجازت دیجیے میں ان کی گردن اڑا دوں؟ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا: اگر میں اجازت دے دیتا تو تم ایسا کر گزرتے؟ میں نے عرض کیا: ہاں، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا نہیں، اللہ کی قسم توہین کے جرم میں قتل کی سزا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی آدمی کے لیے جائز نہیں۔

کعب ابن اشرف کا قتل

عن جابر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ عنهما یقول: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من لکعب بن الاشرف فانه قد اذی اللّٰہ و رسوله، فقام محمد بن مسلمة رضی اللّٰہ عنه فقال یارسول اللّٰہ أتحب ان اقتله قال:نعم قال فائذن لی ان اقول شیئاً قال: قل، فاتاه محمد بن مسلمة رضی اللّٰہ عنه فقال ان هذا الرجل قد سالنا صدقة وانه قد عنانا، وانی قد اتیتك استسلفك قال وایضا واللّٰہ لتملنه قال اناقد اتبعناه، فلا نحب ان ندعه حتی ننظر الی ای شیئی یصیر شیئ وقد اردنا ان تسلفنا وسقا اووسقین فقال نعم ارهنونی قالوا ای شیئ ترید، قال ارهنونی نساء کم قالوا کیف نرهنك نساء ناوانت اجمل العرب قال فارهنونی ابنائکم قالوا کیف نرهنك ابنائنا ، فیسب احدهم فیقال رهن بوسق او وسقین هذا عارعلینا ولکنا نرهنك اللامة فواعده ان یاتیه فجاءه لیلا ومعه ابو نائلة وهو اخو کعب من الرضاعة، فدعاهم الی الحصن، فنزل الیهم، فقالت له امرأته، این تخرج هذه الساعة، فقال انما هو محمد بن مسلمة واخی ابو نائلة، وقال غیر عمرو، قالت اسمع صوتا کانه یقطر منه الدم، قال انما هواخی محمد بن مسلمة ورضیعی ابو نائلة، ان الکریم لودعی الی طعنة بلیلٍ لأجاب قال ویدخل

محمد من مسلمة رضی اللّٰه عنه معه رجلیس فی روایة ابو عبس بن والحارث بن اوس وعباد بن بشر فقال اذا ماجاء فانی قائل بشعره فأشمّه فاذا رأبتمونی استمکنت من رأسه فدونکم فاضربوه وقال مرة ثم اشمکم فنزل الیهم متوشحاوهو ینفح منه ریح الطیب فقال مارأیت کالیوم ریحا، ای اطیب، قال عندی اعطر نساء العرب واکمل العرب فقال، اتاذن لی ان اشم رأسك؟ قال نعم فشمه ثم اشم اصحابه، ثم قال اتاذن لی قال نعم فلما استمکن منه، قال دونکم، فقتلوه ثم اتوا النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فأخبروه (۳۹)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کعب بن اشرف کی کون خبر لے گا، اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تکلیف دی ہے؟ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کا کام تمام کردوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں انہوں نے کہا کہ تو پھر مجھے اجازت دیجیے کہ میں جو مناسب سمجھوں اس سے کہوں، آپ نے فرمایا: تجھے اجازت ہے، حضرت محمد بن مسلمہؓ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور کہنے لگے: یہ شخص (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے صدقہ مانگتا ہے اور اس نے ہمیں بڑی مشقت میں مبتلا کر رکھا ہے، لہٰذا میں تجھ سے کچھ قرض لینے آیا ہوں، کعب بولا: ابھی تو تم اس سے اور بھی تکلیفیں اٹھاؤ گے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اب تو ہم اس کی اتباع اختیار کر چکے ہیں، ہم اسے چھوڑ نہیں سکتے، جب تک دیکھ نہ لیں کہ آئندہ ہمارے ساتھ کیا گزرتی ہے؟ اس وقت تو میں تیرے پاس ایک یا دو وسق غلہ قرض لینے آیا ہوں۔ کعب ابن اشرف نے کہا: پہلے میرے پاس کوئی چیز گروی رکھو، (تب قرض دوں گا) محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم کیا چیز رکھنا چاہتے ہو؟ کعب نے کہا: اپنی عورتیں رہن رکھ دو۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ نے کہا: تو عرب میں بہت خوب صورت آدمی ہے، اس لیے ہم تیرے پاس اپنی عورتیں کیسے رہن رکھ سکتے ہیں؟ کعب نے کہا: تو پھر اپنے بیٹے میرے ہاں گروی رکھ دو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے بیٹے تیرے پاس رہن رکھ دیں، انہیں طعنہ دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ انہیں ایک دو وسق غلے کے

عوض رہن رکھا گیا تھا اور یہ بات ہمارے لیے باعث شرم ہے، البتہ ہم اپنے ہتھیار تیرے پاس گروی رکھ سکتے ہیں۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب کے ساتھ ہتھیاروں کا معاملہ طے کر کے آئے اور رات کے وقت کعب کے بھائی حضرت ابو نائلہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر آئے۔ کعب نے ان دونوں کو قلعے کی طرف بلایا پھر خود ان کے پاس جانے لگا تو اس کی بیوی نے کہا: اس وقت کہاں جا رہے ہو؟ کعب نے جواب دیا: یہ تو صرف محمد بن مسلمہ اور میرا رضاعی بھائی ابو نائلہ ہے۔ بیوی نے کہا: کعب میں تو ایسی آواز سنتی ہوں جس سے خون کی بُو آتی ہے۔ کعب نے کہا: خطرے کی کوئی بات نہیں وہاں میرا دوست محمد بن مسلمہ اور میرا رضاعی بھائی ابو نائلہ ہی ہے (اور کون ہے؟) شریف آدمی کو اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کے لیے بھی بلایا جائے تو وہ فوراً اس دعوت کو قبول کر لیتا ہے۔

روای کا بیان ہے کہ ادھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ دو اور آدمی لے کر آئے تھے اور ایک روایت کے مطابق ساتھ والے شخص حضرت ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہ، حارث بن اوس رضی اللہ عنہ عباد بن بشر رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: جب کعب یہاں آئے گا تو میں اس کے بال پکڑ کر سونگھوں گا، جب تم دیکھو کہ میں نے اس کا سر مضبوطی سے تھام لیا ہے تو تم جلدی سے اس کا کام تمام کر دینا۔ راوی نے ایک دفعہ یوں بیان کیا کہ پھر میں تمہیں سونگھاؤں گا۔ کعب ان کے پاس سر کو چادر سے لپیٹے ہوئے آیا، جس میں سے خوش بو کی مہک اٹھ رہی تھی۔ تب حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آج کی طرح کی خوش بودار ہوا کبھی نہیں سونگھی۔ کعب نے کہا: میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے، جو سب عورتوں سے زیادہ معطر رہتی ہے اور حسن و جمال میں بھی بے نظیر ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تو مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں تب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے خود بھی سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا۔ پھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے دوبارہ سونگھنے کی اجازت ہے؟ اس نے کہا: ہاں ہے، پھر جب حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے مضبوط پکڑ لیا تو اپنے ساتھیوں سے کہا: ادھر آؤ، چناں چہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس (کے قتل) کی خوش خبری سنائی۔

وضاحت: کعب بن اشرف کے جرائم میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور سب وشتم۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہنا۔

۳۔عشقیہ اشعار میں مسلمان عورتوں کی تذلیل اور توہین کرنا۔
۴۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش کرنا۔
۵۔نقض عہد
۶۔مشرکین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کے لیے اکسانا۔

عبداللہ بن خطل کا قتل

عن انس بن مالك رضی اللّٰه عنه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم دخل مكة یوم الفتح وعلیٰ رأسه المغفر فلما نزعهٗ جاء رجل فقال ابن خطل متعلق بأستار الكعبة، فقال: اقتله (۴۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر خود تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اتارا تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: عبداللہ بن خطل کعبہ شریف کے پردے سے لٹکا ہوا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے قتل کردو۔

وضاحت: عبداللہ بن خطل تہرا مجرم تھا:
۱۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرنا اور لونڈیوں کو ہجو پڑھنے کا حکم دینا اور لوگوں کو سنوانا
۲۔پہلے مسلمان ہوا، پھر مرتد ہوگیا۔
۳۔ناحق ایک مسلمان کو قتل کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ ابولہب

عن عكرمة مولی ابن عباس قال قال ابو رافع مولیٰ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم كا ن ابو لهب قد تخلف عن بدر فبعث مكانه العاص بن هشام بن المغيرة فلما جاء ہ الخبر عن مصاب اصحاب بدر من قريش كبته اللّٰه واخزاه ووجدنا فی انفسنا قوة وعزا...... فواللّٰه ماعاش الا سبع ليال حتیٰ رماه اللّٰه بالعدسة فقتلته وفی رواية فلقد تركه ابناه بعد موته ثلاثا مادفناه حتی انتن ...... فواللّٰه ماغسلوہ الا قذفا بالماء عليه من بعيد مايدنون منه ثم احتملوہ الی اعلامكة، فأسندوہ الی جدار ثم رضموا عليه باحجارة (۴۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ابورافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: ابولہب (موت کے ڈر سے) غزوۂ بدر میں شامل نہ ہوا اور اپنی جگہ عاص بن ہشام کو بھیج دیا، جب قریش کے سرداروں کی ہلاکت کی خبر مکے پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے ابولہب پر ذلت اور رسوائی مسلط کردی اور ہم نے اپنے اندر طاقت اور قوت محسوس کی...... واللہ شکست کی خبر سننے کے بعد ابولہب صرف سات راتیں زندہ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے طاعون کی ایسی مار ماری کہ وہ اسی سے ہلاک ہوگیا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کے بیٹوں نے اس کی لاش بے گور و کفن چھوڑ دی، حتیٰ کی گل سڑ کر بُو چھوڑنے لگی۔ اللہ کی قسم! اس کے بیٹوں نے اسے غسل بھی نہ دیا۔ دور سے اس پر پانی پھینکا، کوئی اس کے قریب نہیں پھٹکتا تھا، پھر وہ اسے مکے کے قبرستان میں لے گئے۔ ایک دیوار کے ساتھ لگایا اور اوپر سے پتھر پھینک کر ڈھانپ دیا۔

گستاخ رسول کسریٰ

عن ابن عباس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعث بکتابہ رجلا وامرہ ان یدفعہ الیٰ عظیم البحرین فدفعہ عظیم البحرین الی کسریٰ فلما قرأہ مزقہ فحسبت ان ابن المسیب قال فدعا علیھم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یمزقوا کل ممزق (۴۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو ایک خط بہ نام کسریٰ دے کر بھیجا اور حکم دیا کہ اسے امیر بحرین تک پہنچا دو اور امیر بحرین نے وہ خط کسریٰ تک پہنچا دیا۔ جب کسریٰ نے وہ خط پڑھا تو پھاڑ دیا۔ راوی کہتا ہے کہ ابن میتب رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل فارس کے لیے بددعا فرمائی: اللہ انہیں پارہ پارہ کردے۔

وضاحت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کے بعد جلد ہی اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کی حکومت کو پارہ پارہ کردیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزا کرنے والے کی سزا

عن انس رضی اللّٰہ عنہ انہ قال کان رجل نصرانیا فاسلم و قرأ البقرۃ و آل

عمران فكان يكتب للنبى صلى الله عليه وسلم فعاد نصر انيا، فكان يقول: مايدرى محمد الا ماكتبت له، فاماته الله فدفنوه فاصبح وقد لفظته الارض فقالوا: هذا فعل محمد واصحابه لما هرب منهم نبشواعن صاحبنا فالقوه فحفروا له فاعمقوا فاصبح وقد لفظته الارض فقالوا: هذا فعل محمد واصحابه نبشوا عن صاحبنا لما هرب منهم فالقوه فحفروا واعمقوا له فى الارض مااستطاعوا فاصبح وقد الافظته المارض فعلموا أنه ليس من الناس فألقوه (۴۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک عیسائی آدمی مسلمان ہوا، اس نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھ لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (وحی کی) کتابت کرنے لگا، لیکن بعد میں مرتد ہو گیا۔ کہنے لگا کہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کسی بات کا پتا ہی نہیں ہے، جو کچھ میں لکھ کر دیتا ہوں، بس وہی کہہ دیتے ہیں۔ اللہ نے جب اسے موت دی تو عیسائیوں نے اسے (قبر میں) دفن کر دیا، صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ) زمین نے اسے باہر پھینکا ہے۔ عیسائیوں نے کہا: یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے، چوں کہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے، لہٰذا انہوں نے اس کی قبر کھود کر لاش باہر نکال پھینکی ہے۔ عیسائیوں نے اس کے لیے دوبارہ (نئی جگہ) قبر کھودی اور اسے (پہلے کی نسبت) بہت گہرا بنایا (اور لاش کو دوبارہ دفن کر دیا) جب صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ زمین نے اسے پھر باہر نکال پھینکا ہے۔ عیسائیوں نے پھر الزام لگایا یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے، چوں کہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے، لہٰذا انہوں نے اس کی قبر کھود کر لاش باہر نکال پھینکی ہے۔ عیسائیوں نے (تیسری مرتبہ) اس کے لیے قبر کھودی اور اتنی گہری بنائی، جتنی گہری وہ بنا سکتے تھے۔ صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ) زمین نے اسے پھر نکال باہر پھینکا ہے۔ تب انہیں یقین ہو گیا کہ یہ انسانوں کا کام نہیں ہے (بل کہ اللہ کا عذاب ہے)۔ چناں چہ عیسائیوں نے اس کی لاش ایسے ہی چھوڑ دی۔

دشمن رسول صلی اللہ علیہ وسلم عامر بن طفیل کا انجام

عن انس قال كان رئيس المشركين عامر بن الطفيل خير بين ثلاث خصال

فقال: یکون لك اهل السهل ولی اهل المدر اواکون خلیفتك اواغزوك باهل غطفان بألف وألف فعطن عامر فی بیت ام فلان فقال: غدة کغدة البکر فی بیت امراة من آل فلان ائتونی بفرسی فمات علیٰ ظهر فرسه (۴۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مشرکوں کے سردار عامر بن طفیل نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین باتوں میں سے کوئی ایک قبول کرنے کی پیش کش کی۔ پہلی بات یہ ہے کہ آپ دیہاتیوں پر حکومت کریں اور ہم شہر والوں پر۔ دوسری بات یہ کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ بنوں۔ اگر یہ دونوں باتیں آپ کو قبول نہ ہوں تو تیسری بات یہ ہے کہ قبیلہ غطفان کے دو ہزار (ہزاروں) آدمی لے کر میں تمہارے خلاف جنگ کروں گا۔ عامر بن طفیل ایک عورت کے گھر طاعون میں مبتلا ہوا تو کہنے لگا: یہ تو بس اونٹ کی غدود کی طرح ایک (معمولی سی) غدود ہے اور (کچھ نہیں)۔ کہنے لگا: میرا گھوڑا لاؤ (میں علاج کے لیے جاؤں)۔ جیسے ہی گھوڑے پر بیٹھا تو اس کی پیٹھ پر ہی مر گیا۔

ابی بن خلف کا عبرت ناک انجام

قال ابن اسحاق فلما اسند رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی الشعب ادرکه ابی بن خلف وهو یقول ای محمد لا نجوت ان نجوت فقال القوم: یارسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ایعطف علیه رجل منا فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الحربة من الحارث ابن الصمة ثم استقبله فطعنه فی عقه طعنا دادامنها عن فرسه مراراو کان ابی بن خلف یلقی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بمکة فیقول یا محمد ان عندی العوذ فرسا اعلقه کل یوم فرقا من ذرة اقتلك علیه فیقول رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بل انا اقتلك ان شاء اللّٰه فلما رجع الی قریش وقد حدسه فی عنقه حدسا غیر کبیر فاحتقن الدم قال قتلنی واللّٰه محمد قالوا ذهب واللّٰه فوادك واللّٰه ان بك من باس قال انه قد کان قال لی بمکة انا اقتلك فواللّٰه لو بصق علی لقتلنی فمات عدو اللّٰه بسرف وهم قافلون به الی مکة(۴۵)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ (غزوۂ احد میں) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی میں تشریف

لائے تو ابی بن خلف یہ کہتا ہوا آیا: آج محمد نہیں یا میں نہیں۔ مجاہدین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم میں سے کوئی اس پر حملہ کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں اسے آنے دو۔ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ سے ایک نیزہ لیا اور ابی بن خلف کے سامنے آگئے، اس کی گردن میں تاک کر نیزہ مارا، جس سے وہ بار بار اپنے گھوڑے سے لڑھکتا رہا۔ ابی بن خلف ایک بار مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (استہزائیہ اور ہتک آمیزانہ انداز میں) کہنے لگا: محمد! میرے پاس ''العوذ'' نامی گھوڑا ہے، جسے روزانہ تین صاع (۱۰½ کلوگرام) غلہ کھلاتا ہوں۔ میں تمہیں اس گھوڑے پر بیٹھ کر قتل کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بل کہ میں تمہیں قتل کروں گا، ان شاء اللہ۔ چناں چہ نیزہ لگنے کے بعد جب ابی بن خلف قریش کے پاس واپس گیا تو کہنے لگا: واللہ! محمد نے مجھے قتل کر دیا ہے، حال آں کہ اس نیزے سے اس کے گلے پر معمولی سی خراش آئی تھی اور خون تک نہیں نکلا تھا۔ لوگوں نے کہا، واللہ! تمہیں کچھ بھی نہیں ہوا، تم تو دل ہار بیٹھے ہو۔ ابی بن خلف کہنے لگا: محمد نے مجھے مکے میں کہا تھا کہ میں تمہیں قتل کروں گا، اللہ کی قسم! اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتا تو میں مرجاتا۔ پھر اللہ کا دشمن اپنے قافلے کے ساتھ مکے واپس جاتے ہوئے مقام سرف پر ہی مرگیا۔

وضاحت: حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ملعون ابی بن خلف نیزہ لگنے کے بعد بیل کی طرح ڈکارتا تھا اور کہتا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جتنی تکلیف مجھے ہے اگر ذو المجاز کے سارے لوگوں میں تقسیم کردی جائے تو وہ بھی مرجائیں۔ (۴۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والی ملعونہ کو قتل کروانا

عن رجل عن انه اوقال ان امراۃ کانت تسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یکفینی عدوی؟ فخرج الیھا خالد بن الولید فقتلھا (۴۷)

ایک آدمی سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے اس دشمن سے کون نمٹے گا؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عورت کے پاس گئے اور اسے قتل کر دیا۔

نضر بن حارث اور ملعون عقبہ بن ابی معیط

قال ابن اسحاق حتی اذاکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالصفراء قتل النضر بن الحارث قتلہ علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ ثم خرج حتیٰ اذا کان بعرق الظبیة قتل عقبہ بن ابی معیط، فقال عقیة حین امر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بقتلہ فمن للصبیة یا محمد قال النار ......قلت کان ھذان للصبیة یا محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال النار اقلت کان ھذان الرجلان من شرعباد اللّٰہ واکثرھم کفرا وعنادا و بغیا و حسدا وھجاة للاسلام و اھلہ لعنھما اللّٰہ (۴۸)

ابن اسحاق کہتے ہیں: (غزوہ بدر سے واپسی پر) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام صفرا پر پہنچے تو نضر بن حارث کو قتل کیا گیا۔ اسے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے) قتل کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرق ظبیہ کے مقام پر پہنچے تو عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کو قتل کرنے کا حکم دیا تو کہنے لگا: اے محمد! میرے بچوں کا کیا بنے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کے لیے آگ ہے۔ ......امام ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ یہ دونوں لوگوں میں سے بدترین تھے اور کفر میں سب سے بڑھے ہوئے تھے اور اسلام دشمنی رکھنے میں سب سے آگے تھے، سرکشی، حسد، اسلام اور مسلمانوں کی ہجو کرنے میں سب سے زیادہ تھے، دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

گستاخ رسول حویرث بن نقید

قال الواقدی و اما الحویرث بن نقید فانہ یوذی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاھدر دمہ فبینا ھوفی منزلہ یوم الفتح قد اغلق علیہ واقبل علی رضی اللّٰہ عنہ یسال عنہ فقیل ھو فی البادیہ، فاخبر الحویرث انہ یطلب وتنحیٰ علی رضی اللّٰہ عنہ عن بابہ فخرج الحویرث یرید ان یھرب من بیت الی بیت آخر فتلقاہ علی فضرب عنقہ (۴۹)

واقدی کہتے ہیں کہ: حویرث بن نقید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچایا کرتا تھا۔ اس

لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (فتح مکہ کے روز) اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔ فتح مکہ کے روز اپنے گھر میں تھا، لیکن اس کے لیے جینا دوبھر ہوگیا (یا زمین اس کے لیے تنگ ہوگئی)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی جستجو میں تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ وہ تو فلاں گاؤں میں ہے۔ حویرث کو بھی کسی نے اطلاع کر دی کہ وہ مطلوب ہے، (حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے گاؤں پہنچ گئے) اس کا دروازہ کھٹکھٹایا، حویرث باہر نکلا۔ وہ بھاگ کر کسی دوسرے گھر میں پناہ لینا چاہتا تھا، لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ سامنے آگئے اور اسے قتل کر دیا۔

گستاخ رسول ابوعفک یہودی

عن زید بن ثابت رضی اللّٰہ عنہ ان شیخا من بنی عمرو بن عوف، یقال لہ ابو عفک وکان شیخا کبیرا قد بلغ عشرین ومائۃ حین قدم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم المدینۃ کان یحرض علی عداوۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولم یدخل فی الاسلام، فلما خرج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی بدر ظفرہ اللّٰہ بما ظفرہ، فحسدہ وبغی، قال سالم بن عمیر رضی اللّٰہ عنہ، علی نذران اقتل اباعفك او اموت دونہ، فامھل، فطلب لہ غرہ حتی کانت لیلۃ صائفۃ، فنام ابو عفك بالفناء فی الصیف فی بنی عمرو بن عوف فاقبل سالم بن عمیر رضی اللّٰہ عنہ فوضع السیف علی کبدہ حتی خش فی الفراش، وصاح عدو اللّٰہ فثاب الیہ اناس ممن ھم علی علی قولہ فادخلوا منزلہ وقبروہ، وقالو، من قتلہ؟ واللّٰہ لو نعلم من قتلہ لقتلناہ (۵۰)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بنوعمرو بن عوف کا ایک شخص تھا، جس کا نام ابو عفک تھا، بہت ہی بوڑھا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، اس وقت اس کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ ابوعفک نے اسلام قبول نہ کیا اور لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کے لیے بھڑکایا کرتا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کے لیے تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب مدد فرمائی، جس سے ابوعفک حسد کرنے لگا اور سرکشی پر اتر آیا۔ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے یہ نذر

مانی کہ میں یا تو ابوعفک کو قتل کردوں گا یا خود اس کے ہاتھوں قتل ہوجاؤں گا۔ اب حضرت سالم رضی اللہ عنہ ابوعفک کی ٹوہ میں تھے۔ موسم گرما کی ایک رات ابوعفک، بنوعمرو بن عوف کے ہاں صحن میں سورہا تھا۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ آئے اور تلوار اس کے کلیجے پر رکھ دی، حتیٰ کہ تلوار بستر تک پہنچ گئی۔ اللہ کا دشمن چیخنے چلانے لگا، اس کے ہم خیال لوگ بھاگے ہوئے آئے، اٹھا کر اسے کمرے میں لے گئے اور دفن کردیا۔ پھر پوچھنے لگے: اسے کس نے قتل کیا ہے؟ واللہ! اگر ہمیں پتا چل جائے تو ہم اسے قتل کردیں۔

حضرت عمیر ابن امیہ رضی اللہ عنہ کی بہن

عن عمیر بن امیة انه كانت له اخت فكان اذا خرج الى النبى صلى اللّٰه عليه وسلم آذته فيه وشتمت النبى صلى اللّٰه عليه وسلم و كانت مشركة فاشتمل لها يوما على السيف ثم اتاهافوضعه عليها فقتلها فقام بنوها فصاحوا وقالوا قد علمنا من قتلها افتقتل امنا؟ وهؤلاء قوم لهم آباء وامهات مشركون فلما خاف عمير ان يقتلوا غير قاتلها ذهب الى النبى صلى اللّٰه عليه وسلم فأخبره فقال: أقتلت اختك؟ قالم نعم قال ولم؟ قال: انها كانت توذينى فيك فارسل النبى صلى اللّٰه عليه وسلم الىٰ بنيها فسألهم فسموا غير قاتلها، فأخبرهم النبى صلى الله عليه وسلم به وادهدر دمها(۵۱)

حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ عنہ کی ایک مشرکہ بہن تھی، جب حضرت عمیر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لیے (گھر سے) نکلتے تو یہ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو (باتوں سے) اذیت پہنچاتی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی۔ ایک روز حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے تلوار لپیٹی، بہن کے پاس آئے اور اسے قتل کردیا۔ اس عورت کے بیٹے کھڑے ہوگئے اور چیخنے چلانے لگے اور کہنے لگے: ہمیں معلوم ہے، اسے کس نے قتل کیا ہے؟ کیا ہماری ماں ان لوگوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئی، جن کے ماں باپ مشرک ہیں؟ جب حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو خدشہ محسوس ہوا کہ یہ لوگ میرے بجائے کسی اور کو قتل نہ کردیں تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تو نے اپنی بہن کو

قتل کیا ہے؟ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی، جس سے مجھے تکلیف ہوتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے بیٹوں کی طرف آدمی بھیج کر قاتل کا نام دریافت فرمایا تو انہوں نے حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی بجائے کسی اور کا نام لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صحیح قاتل کا نام بتایا اور اس عورت کا خون رائگاں قرار دیا۔

گستاخ رسول یہودی ابن سینہ

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال فلما قتل کعب قال رسول ا للہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من ظفرتم بہ من رجال یھود فاقتلوہ فوثب محیصة بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ علی ابن سبینة رجل میں تجار یھود، کان یلابسھم ویبایعھم، فقتلہ و کان حویصة بن مسعود اذ ذاك لم یسلم و کان اسن من محیصة، فلما قتلہ جعل حویصة یضربہ ویقول ای عدو اللّٰہ، قتلتہ اما واللّٰہ لرب شحم فی بطنك من مالہ قال محیصہ فقلت لہ، واللّٰہ لقد امرنی بقتلہ من لوامرنی بقتلك لضربت عنقك قال واللّٰہ لو امرك بقتلی لقتلتنی؟ قال نعم واللّٰہ لو امرنی بقتلك قال واللّٰہ ان دینا بلغ بك ھذا لعجب فاسلم حویصة (۵۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: جنگ بدر کے بعد جب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر) کعب بن اشرف توہین رسالت کے جرم میں قتل کر دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودیوں میں سے جس کسی کو توہین کا مرتکب پاؤ، اسے قتل کر دو۔ چناں چہ محیصہ رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی تاجر ابن سینہ کو (توہین رسالت کے جرم میں) قتل کر دیا۔ اس وقت محیصہ یہودیوں کے ہاں آتا جاتا تھا اور ان کے ساتھ تجارت بھی کرتا تھا۔ حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ کا بڑا بھائی حویصہ بن مسعود ابھی اسلام نہیں لایا تھا، اس نے اپنے بھائی کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے دشمن! کیا تو نے اس یہودی کو قتل کر دیا ہے؟ حال آں کہ اس کے مال سے کتنی چربی تیرے پیٹ میں ہے۔ حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اسے قتل کرنے کا حکم مجھے اس ذات نے دیا تھا

کہ اگر وہ مجھے حکم دیں تجھے قتل کرنے کا، تو میں تجھے بھی قتل کر دوں، حویصہ نے تعجب سے کہا: اگر محمد تجھے حکم دیں مجھے قتل کرنے کا تو کیا واقعی تو مجھے قتل کر دے گا؟ حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے حکم دیں تو میں تجھے بھی قتل کر دوں گا۔ حویصہ کہنے لگا: اللہ کی قسم! یہ دین تو بہت خوب ہے، جس نے تجھے اس جذبے سے سرشار کر دیا ہے۔ اور حویصہ مسلمان ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والا مشرک

عن عكرمة مولى ابن عباس ان النبى صلى الله عليه وسلم سبه رجل من المشركين فقال: من يكفينى عدوى فقال الزبير انا فبارزه الزبير فقتله فاعطاه النبى صلى الله عليه وسلم سلبه (۵۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکوں میں سے ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے دشمن سے کون نبٹے گا؟ حضرت زبیرؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نبٹوں گا۔ چناں چہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس مشرک سے دو دو ہاتھ کیے اور اسے قتل کر ڈالا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کا مال (بہ طور غنیمت) عطا فرمایا۔

ایک ملعونہ یہودیہ

عن على رضى الله عنه ان يهودية كانت تشتم النبى صلى الله عليه وسلم وتقع فيه فخنقها رجل حتىٰ مات فأبطل النبى صلى الله عليه وسلم دمها (۵۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا کرتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتی تھی۔ ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹا، حتیٰ کہ وہ مر گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔

اس مضمون کا اختتام ہم ایک بہت عمدہ اور مختصر کتاب **مكانة الرسالة وحجية السنة**، کے بیان پر کرتے ہیں۔ جس کا تعلق اسی موضوع کے ساتھ ہے۔

عہد نبوی ﷺ میں شریعت کے مآخذ قرآن اور سنتِ رسول تھے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی

اکرم ﷺ کی اتباع کو آپ پر ایمان سے مشروط فرمادیا ہے اور آپ پر ایمان کو اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ساتھ منسلک فرمادیا ہے۔ پس آپ ﷺ پر ایمان لانا اور آپ کی اتباع میں فرق کرنا، اسی طرح جائز نہیں، جس طرح ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت میں فرق کرنا جائز نہیں۔ یہ تمام امور ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ ان میں سے ایک کا اقرار، دوسرے کی قبولیت کو مستلزم ہے اور دوسرے کا انکار پہلے کا رد ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ دونوں میں سے کسی ایک کو قبول کرلیا جائے اور دوسرے کورد۔ یہ تمام اصول اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت ہیں:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ (۵۵)

اور انہوں نے (یعنی یہود نے) اللہ کی وہ قدر نہ جانی جیسی قدر جاننا چاہیے تھی، جب انہوں نے یہ کہہ (کر رسالتِ محمدی ﷺ کا انکار کر) دیا کہ اللہ نے کسی آدمی پر کوئی چیز نہیں اتاری۔

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اقرارِ رسالت و نبوت کے بغیر نہ تو اللہ تعالیٰ کی قدر اور عظمتِ اُلوہیت کو پانا ممکن ہے اور نہ اس کے بغیر قدر و عظمت کو قبول کیا جائے گا۔ کیوں کہ رسالت و نبوت وجودِ باری تعالیٰ کی شریعت کو بندوں تک پہنچانے اور اس کے احکام و اوامر کی اطاعت کی عملی صورت کے لیے بھی وسیلہ و واسطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رُسلِ عظام کو خالق سے شریعت لے کر مخلوق تک رسائی کے لیے منتخب فرمایا اور انہیں خالق سے عطائیں وصول کر کے مخلوق کے درمیان تقسیم کرنے کے لیے مختص فرمایا۔ انہیں خالق سے سماعت اور مخلوق کو بیان کا شرف بخشا۔ انہیں خالق کی طرف سے وحی لے کر مخلوق کو ہدایت دینے کا اعزاز تفویض کیا۔ ان (میں سے بعض انبیا) کو کتاب ہدایت سے بھی نوازا اور ان کے طریقوں کو مخلوق کے لیے سنت بنا دیا۔ پس ضروری ہے کہ ہم رسالت کے واسطے و معرفت، اسوۂ رسول کی حجیت اور اتباع کے ذریعے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں، توحید کا اقرار کریں اور الوہیت کی قدر جانیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ (۵۶)

کسی انسان کی یہ (شان) نہیں کہ اللہ اُس سے بات کرے، مگر بہ ذریعہ الہام یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو بھیج دے کہ وہ اللہ کے حکم سے جو چاہے، وحی کرے۔ بے شک وہ بلند مرتبہ، حکمت والا ہے۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو واسطۂ نبوت و رسالت کے بغیر نہ تو عطا فرماتا ہے اور

نہ اس کا کلام بہ راہِ راست عالمِ بشریت اور انسانیت تک پہنچ سکتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو منتخب فرما کر اسے نبی بناتا ہے اور اس پر اپنا کلام نازل فرماتا ہے۔ وہ نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر انسان کو مخاطب فرماتے ہیں اور بہ طور نائبِ باری تعالیٰ مخلوق سے کلام فرماتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے امر و نہی سے آگاہ فرماتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ خطابِ نبی کو اپنا خطاب، کلامِ نبی کو اپنا کلام، خبرِ رسول کو اپنی خبر، بیانِ نبی کو اپنا بیان، طاعت نبی کو اپنی طاعت، معصیتِ نبی کو اپنی معصیت، سنت نبی کو اپنا راستہ اور اتباع نبی کو اپنی رہ نمائی قرار دیتا ہے، اور ملائکہ نے بھی اسی چیز کا اعلان کیا، جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کچھ فرشتے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا:

جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، محمد اچھے اور برے لوگوں میں فرق کرنے والے ہیں۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (۵۷)

اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کس کو دے۔

یہ اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ رسالت عظیم نعمت اور منزلِ رفیع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کسے اس مرتبے پر فائز کرتا ہے اور کسے اپنی رسالت کا حق دار ٹھہراتا ہے، کیوں کہ فرمانِ رسول ﷺ کسی عام فرد بشر کے قول کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىO اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰىO (۵۸)

وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے۔ یہ تو وحی ہے جو ان پر کی جاتی ہے۔

فعلِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی طرح کا فعل نہیں، بل کہ وہ تو اذنِ الٰہی سے صادر ہونے والا فعل ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (۵۹)

اور جس وقت آپ نے وہ مٹھی (بھر کنکریاں) پھینکیں تو وہ آپ نے نہیں پھینکیں تھیں، بل کہ اللہ نے پھینکی۔

صراطِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر میں سے کسی کے راستے کی مانند نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَھٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِیْمًا (۶۰)

اور یہی (اسلام) آپ کے رب کا سیدھا راستہ ہے۔

رضائے رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی رضا کی طرح نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ اِنْ کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ O (۶۱)

اللہ اور اس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں کہ یہ ان کو راضی کریں، اگر یہ ایمان رکھتے ہیں۔

عطائے رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی عطا کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ (۶۲)

اور ان کے لیے بہتر ہوتا، اگر وہ اسی پر راضی ہو جاتے جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا تھا۔

فضلِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کے فضل کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗٓ اِنَّآ اِلَی اللّٰہِ رٰغِبُوْنَ O (۶۳)

اور کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے۔ اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے ہمیں اور دے گا۔ ہم تو اللہ ہی کی طرف راغب ہیں۔

غنائے رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کے غنا کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا غنا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ (۶۴)

اور انہوں نے یہ اسی کا بدلہ نکالا کہ اللہ اور اس کے رسول نے ان کو اپنے فضل سے غنی

کردیا۔

انعامِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کے انعام کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِ (٦٥)

جس پر اللہ نے بھی انعام فرمایا اور آپ نے بھی انعام فرمایا تھا۔

ادبِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کے ادب کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا ادب ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ۝ (٦٦)

اے ایمان والو! تم اللہ اور اُس کے رسول سے سبقت نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

تعظیمِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی تعظیم کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا ۝ لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ ؕ وَتُسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِیۡلًا ۝ (٦٧)

بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس کی مدد کرو، اُس کی تعظیم کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح میں لگے رہو۔

بیعتِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی بیعت کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی بیعت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡهِمۡ (٦٨)

بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں، وہ یقیناً اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔

ندائے رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کے بلاوے کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا بلانا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا(۶۹)

تم رسول کے بلانے کو ایسا نہ سمجھو، جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

ملکیتِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی ملکیت کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ (۷۰)

وہ آپ سے مالِ غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ مالِ غنیمت تو اللہ اور رسول کا ہے۔

اطاعتِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی اطاعت کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ ۚ وَ مَنۡ تَوَلّٰی فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ عَلَیۡہِمۡ حَفِیۡظًا ؕ(۷۱)

جس نے رسول کی اطاعت کی، بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو ان کا نگہ بان بنا کر نہیں بھیجا۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ ؕ وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ یُدۡخِلۡہُ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ وَ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ؕ (۷۲)

یہ اللہ کی حدود ہیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اللہ اس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی بڑی کام یابی ہے۔

اسی طرح فرمانِ الٰہی ہے:

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ لَا تُبۡطِلُوۡۤا اَعۡمَالَکُمۡ ؕ (۷۳)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔

معصیتِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی معصیت کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی معصیت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ مَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوۡدَہٗ یُدۡخِلۡہُ نَارًا خَالِدًا فِیۡہَا ۪ وَ لَہٗ عَذَابٌ

مُّهِيْنٌO (۷۴)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدود سے تجاوز کرے گا تو اللہ اس کو دوزخ میں داخل کرے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

مخالفتِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی مخالفت کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِO (۷۵)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِO (۷٦)

یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ سخت سزا دیتا ہے۔

لاتعلقی رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر سے بے زاری و لاتعلقی کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ سے بیزاری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَO (۷۷)

اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین سے برأت ہے، جن سے تم نے عہد کر رکھا تھا۔

اعلانِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کے اعلان کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ (۷۸)

اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بری الذمہ ہیں۔

اذیتِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کو اذیت دینے کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کو اذیت دینا

ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا O (۷۹)

بے شک جو اللہ اور رسول کو ایذا دیتے ہیں، اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی اور ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

غضِ صوت عند الرسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی تکریم کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دلوں کا تقویٰ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ O (۸۰)

بے شک جو رسول اللہ کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، وہ وہی ہیں، جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے آزمالیا ہے۔ اُن کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔

محبتِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی محبت کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی محبت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ٰ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ O (۸۱)

آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال، جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت، جس کے مندا ہونے سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر، جس کو تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہوں تو تم انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیج دے۔ اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

اتباعِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی اتباع کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی طرف سے مغفرت کا باعث ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌO (۸۲)

آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو (اس کے نتیجے میں) اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور وہ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا، اور اللہ تو بڑا بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

دعوت الی الرسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی طرف دعوت کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو دعوت الی اللہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا O (۸۳)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس (قرآن) کی طرف، جو اللہ نے اتارا ہے اور رسول کی طرف، آؤ تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ سے کتراتے ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا(۸۴)

جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف اس لیے بلایا گیا، تاکہ وہ (رسول) ان کے درمیان فیصلہ کر دے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔

عداوتِ رسول ﷺ کسی عام فرد بشر کی عداوت کی مثل نہیں، بل کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُO (۸۵)

کیا وہ نہیں جانتے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو اس کے لیے دوزخ کی آگ ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔

حوالے

۱۔ النور: ۶۳

۲۔ الحجرات: ۱۔۵

۳۔ الاحزاب: ۵۳

۴۔ الاحزاب: ۵۷

۵۔ الفتح: ۸۔۹

۶۔ محمد بن اسماعیل بخاری۔ الصحیح۔ دار طوق النجاۃ ۱۴۲۲ھ: ج ۶، ص ۱۱۶، رقم ۴۷۸۱

۷۔ الحجرات: ۲

۸۔ مسلم بن حجاج۔ الصحیح۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت: ج ۳، ص ۱۴۱۰، رقم ۱۷۸۳

۹۔ ابن کثیر۔ البدایہ والنہایہ۔ دار الفکر، ۱۴۰۷ھ: ج ۳، ص ۲۰۱

۱۰۔ بخاری: ج ۳، ص ۱۹۵، رقم ۲۷۳۱

۱۱۔ بخاری: ج ۳، ص ۱۹۴، رقم ۲۷۳۱

۱۲۔ الحجرات: ۲

۱۳۔ مسلم: ج ۱، ص ۱۱۰، رقم ۱۱۹

۱۴۔ مسلم: ج ۴، ص ۱۸۱۷، رقم ۲۳۳۴

۱۵۔ مسلم: ج ۱، ص ۱۱۲، رقم ۱۲۱

۱۶۔ محمد بن عیسی ترمذی۔ السنن۔ شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی، مصر، ۱۳۹۵ھ: ج ۵، ص ۵۸۹، رقم ۳۶۱۹

۱۷۔ بخاری: ج ۷، ص ۵۷، رقم ۵۳۱۴

۱۸۔ بخاری: ج ۵، ص ۶۴، رقم ۳۹۱۶

۱۹۔ رواہ احمد

۲۰۔ مسلم: ج ۱، ص ۲۷۴، رقم ۶۸۱

۲۱۔ مسلم: ج ۴، ص ۱۹۳۰، رقم ۲۴۸۲

۲۲۔ ابن کثیر۔ البدایہ والنہایہ: ج ۶، ص ۵۱۴

۲۳۔ ابن ماجہ۔ السنن۔ دار احیاء الکتب العربیۃ: ج ۲، ص ۱۳۷۴، رقم ۴۱۰۴

۲۴۔ ابن کثیر۔ البدایہ والنہایہ: ج ۴، ص ۱۷

۲۵۔ بخاری: ج ۳، ص ۱۶۲، رقم ۲۶۱۰

۲۶۔ بخاری: ج ۱، ص ۱۰۱، رقم ۴۷۰

۲۷۔ ابن جوزی

۲۸۔ الحجرات: ۲

۲۹۔ ابن الجوزی

۳۰۔ شمس الدین الذہبی۔ سیر اعلام النبلاء۔ دار الحدیث، القاہرۃ، ۱۴۲۴ھ: ج ۷، ص ۵۹۳

۳۱۔ شرح الشفاء۔

۳۲۔ جامع البیان الریاض

۳۳۔ خطیب بغدادی۔الجامعہ لاخلاق الروای وآداب السامع۔مکتبۃ المعارف، ریاض: ج۱،ص۴۰۸، رقم ۹۶۸

۳۴۔ شرح الشفاء: (نامعلوم)

۳۵۔ الحجر: ۵۹

۳۶۔ التوبہ: ۶۵۔۶۶

۳۷۔ الکوثر: ۳

۳۸۔ ابوداؤد۔السنن۔المکتبۃ العصریۃ، بیروت: ج۴،ص۱۲۹، رقم ۴۳۶۳

۳۹۔ بخاری: ج۵،ص۹۰، رقم ۴۰۳۷

۴۰۔ بخاری: ج۵،ص ص۱۴۸، رقم ۴۲۸۶

۴۱۔ ابن کثیر۔البدایۃ والنہاے: ج۳،ص۳۰۸

۴۲۔ بخاری: ج۱،ص۲۳، رقم ۶۴

۴۳۔ بخاری: ج۴،ص۲۰۲، رقم ۳۶۱۷

۴۴۔ بخاری: ج۵،ص۱۰۵، رقم ۴۰۹۱

۴۵۔ ابن ہشام

۴۶۔ الرحیق المختوم

۴۷۔ عبدالرزاق۔المصنف۔المجلس العلمی، الہند، ۱۴۰۳ھ: ج۵،ص۳۰۷، رقم ۹۷۰۵

۴۸۔ ابن کثیر۔البدایۃ والنہایہ: ج۵،ص۱۸۸

۴۹۔ ابن تیمیۃ۔الصارم المسلول۔الحرس الوطنی السعودی: ج۱،ص۱۴۲

۵۰۔ رواہ الواقدی

۵۱۔ طبرانی۔المعجم الکبیر۔مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاہرۃ، الطبعۃ الثانیہ: ج۱۷،ص۶۴، رقم ۱۲۴

۵۲۔ ابن ہشام۔السیرۃ النبویہ: ج۲،ص۵۸

۵۳۔ مصنف عبدالرزاق: ج۵،ص۲۳۷، رقم ۹۴۷۷

۵۴۔ ابوداؤد: ج۴،ص۱۱۶، رقم ۴۳۶۲

۵۵۔ الانعام: ۹۱

۵۶۔ الشوریٰ: ۵۱

۵۷۔ الانعام: ۱۲۴

۵۸۔ النجم: ۳۔۴

۵۹۔ الانفال: ۱۷

۶۰۔ الانعام:۱۲۶
۶۱۔ التوبہ:۶۲
۶۲۔ التوبہ:۵۹
۶۳۔ التوبہ:۵۹
۶۴۔ التوبہ:۷۴
۶۵۔ الاحزاب:۳۷
۶۶۔ الحجرات:۱
۶۷۔ الفتح:۸۔۹
۶۸۔ الفتح:۱۰
۶۹۔ النور:۶۳
۷۰۔ الانفال:۱
۷۱۔ النساء:۸۰
۷۲۔ النساء:۱۳
۷۳۔ محمد:۳۳
۷۴۔ النساء:۱۴
۷۵۔ الانفال:۱۳
۷۶۔ الحشر:۴
۷۷۔ التوبہ:۱
۷۸۔ التوبہ:۳
۷۹۔ الاحزاب:۵۷
۸۰۔ الحجرات:۳
۸۱۔ التوبہ:۲۴
۸۲۔ آل عمران:۳۱
۸۳۔ النساء:۶۱
۸۴۔ النور:۵۱
۸۵۔ التوبہ:۶۳